

جناب محمد اسحق بھٹی صاحب

برصغیر میں علم حدیث — عہد صحابہ میں

یہ معمورۂ ارض جسے اسلامی تاریخ میں ”ہند“ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے اور اب برصغیر پاک و ہند اور بنگلہ دیش سے تعبیر ہے، پہلی صدی ہجری ہی میں اسلام کے روح پرور پیغام سے آشنا ہو گیا تھا، بلکہ کچھ ایسی روایات بھی رصحت و سقم سے قطع نظر، بعض کتابوں میں مرقوم ہیں کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ”ہند“ کا ذکر فرمایا اور اس کے بعض امور سے متعلق دلچسپی کا اظہار کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس دنیائے فانی سے تشریف لے جانے کے بعد خلافت راشدہ قائم ہوئی اور اسلامی تعلیمات نے بلاد عرب سے نکل کر بیرونی ممالک کا رخ کیا اور ان میں اپنے اثر و رسوخ کے جھنڈے گاڑنا شروع کیے تو بعض صحابہ کرام نے دیار ہند کی طرف بھی عنانِ توجہ مبذول فرمائی اور اس کو دینِ فطرت کے تہذیبی و ثقافتی دائرے میں شامل کرنے کے لیے کوشاں ہوئے، جس کے نتیجے میں ہندو جلد اس سرزمین کے متعدد حصوں پر برکاتِ اسلامی کا وسعت پذیر شامیانہ سایہ فگن ہو گیا اور پھر آہستہ آہستہ یہ سارا علاقہ اسلام کی ضیا پاشیوں سے چمک اٹھا۔

خلافت راشدہ کے دور ہی میں اسلام کا عالم گیر پیغام باشندگانِ ہند کے کانوں تک پہنچ گیا تھا اور بعض صحابہ کرام اور ائمہ دین بھی اسلامی اقتدار کی تنقید اور دینی احکام کی ترویج و اشاعت کے لیے اس ملک میں تشریف لے آئے تھے۔

خطہ ہند میں ورودِ اسلام کے سلسلے میں ہم کو سب سے پہلے خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ ان کے دورِ خلافت کی کسی ایسی ہم کا ذکر تو کتب رجال میں نظر سے نہیں گزرا، ج کا تعلق براہِ راست سرزمین ہند سے ہو، البتہ تاریخِ اسلامی کی ورق گردانی سے یہ پتا چلتا ہے کہ ان کے عہدِ خلافت (ذی الحجہ ۱۱ھ) میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی زیرِ کمانِ پیامہ کے مقام پر مرتدین کے خلاف جو لڑائی لگی، اس میں ہند اور سندھ کے ان ہندوؤں اور جاٹوں نے بھی حصہ لیا تھا جو بحرین اور بلادِ سواحل میں سک گزریں تھے۔ یہ لوگ پیامہ گئے، وہاں مسلمانوں کے خلاف لڑائی میں شریک ہوئے اور شکست کھائی۔ پھر ان سے جو لوگ زندہ بچے اور شکست کھا کر واپس آئے، انہوں نے اپنی قوم کو ان حالات سے آگاہ کیا، جن

وہ میدان جنگ میں مسلمانوں کی طرف سے دوچار ہوئے تھے۔ یہ گویا مسلمانوں کے خلاف اہل ہند کی پہلی فوجی چڑھائی یا ان کو پہلی دعوت جنگ تھی۔ حضرت ابو بکر صدیق کا دور خلافت بہت مختصر تھا۔ ان کے بعد عرب کے مسلمان، ہندوستان کی طرف متوجہ ہوئے، اور کہنا چاہیے کہ پھر باقاعدہ کبھی چھوڑے اور کبھی بڑے پیمانے پر جنگی معرکوں کا آغاز ہو گیا۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ کی وفات کے بعد جمادی الاخریٰ ۱۲ھ میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خلافت کا آغاز ہوا۔ ان کے عہد میں باستاندگان ہند کو اسلام کی خصوصیات اور مسلمانوں کی زندگی کے مختلف گوشوں سے آگاہ ہونے کے متعدد مواقع پیش آئے اور ان بلاد میں توحید الہی اور ارشادِ نبویؐ کی آواز گونجنا شروع ہوئی۔ تاریخی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ خلافت فاروقی کے ابتدائی دور میں جزائر سرانڈیپ کا رجبے اب لٹکا کہا جاتا ہے، ایک وفد مدینہ منورہ پہنچا اور ارکانِ وفد نے ارکانِ اسلام سے متعلق واقفیت بہم پہنچائی اور خلیفۃ المسلمین کی سیرت و کردار کے بارے میں معلومات حاصل کیے۔

اہل عرب نے ارکانِ وفد کا اس طریقے سے خیر مقدم کیا اور اسی درجے احترام سے پیش آئے کہ عرب مسلمانوں کی محبت ان کے دلوں میں جاگزیں ہو گئی۔ یہ دو آدمی تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت و رسالت کا واقعہ سن کر عازم عرب ہوئے تھے۔ لیکن جب مدینہ منورہ پہنچے تو آنحضرتؐ بھی اس دنیا سے تشریف لے جا چکے تھے اور حضرت ابو بکر صدیقؓ بھی سفر آخرت پر روانہ ہو چکے تھے۔ وفد کے ارکان حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملے اور ان کی زندگی کے بعض پہلوؤں کو دیکھ کر انتہائی متاثر ہوئے۔

اس کے بعد ۱۶ھ میں جنگ فارس کے دوران اہل ہند اچھی خاصی تعداد میں حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر نعمتِ اسلام سے بہرہ ور ہوئے۔ یہ وہ ہندی تھے جو فارس میں مقیم تھے اور جنگ میں اہل فارس کی طرف سے مسلمانوں کے خلاف لڑتے تھے۔ پھر ان میں کچھ لوگوں کو قیدی کی حیثیت سے بصرے لے جایا گیا حضرت ابو موسیٰ اشعری نے بصرے میں ان کے ساتھ اتنا اچھا سلوک کیا کہ اس سے اثر پذیر ہو کر وہ دائرۂ اسلام میں داخل ہو گئے۔ ملک ہند اگرچہ بعض دیگر ملکوں کی نسبت خطہ عرب اور مرکز اسلام (مکہ اور مدینہ) سے بہت دور تھا، تاہم تاریخ و رجال کی کتابوں سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ اس کو یہ شرف حاصل ہے کہ اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے صحابہ کرام تشریف لائے، انہیں تابعین آئے، چودہ تبع تابعین نے اپنے وجودِ مسود سے اس کو رونق بخشی اور بے شمار محدثین و فقہاء کے قدومِ مینتِ لزوم سے ارضِ ہند سعادت اندوز ہوئی۔

برصغیر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے صحابہ کرام تشریف لائے، بارہ حضرت عمر بن خطاب کے عہد میں، پانچ حضرت عثمان کے زمانہ خلافت میں، تین حضرت علی کے دورِ امارت میں، چار حضرت معاویہ کے ایام

حکومت میں اور ایک بزرگ معاویہ کے زمانے میں۔ ان میں مختصر میں اور مددگارین بھی شامل ہیں۔ یہاں صحابی، مخضرم اور مددگار کا مطلب بیان کرنا ضروری ہے۔ محدثین اور اصولیین کے نزدیک صحابی کا اطلاق اس شخص پر ہوتا ہے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں اسلام قبول کیا، آپ کی صحبت و رفاقت سے ہمراہ رہا، اور حالاتِ اسلام میں وفات پائی۔

مخضرم وہ ہے، جس نے نہ مانہ جاہلیت بھی پایا اور دورِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم بھی لیکن کسی وجہ سے آنحضرتؐ کے فیضِ صحبت سے مستفیض نہ ہو سکا۔

مددگار، اسے کہا جاتا ہے، جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا، اسلام اگرچہ آپ کی زندگی میں قبول کیا یا بعد میں۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ کے اولین مبلغ تھے اور آپ کے ارشاداتِ گرامی کی نشر و اشاعت کے لیے ہر آن سرگرم رہتے تھے۔ ان کا شب و روز کا یہی مشغلہ تھا اور اس کے لیے انہوں نے اپنی زندگیوں وقف کر دی تھیں۔ وہ جہاں جاتے آنحضرتؐ کے فرامین ساتھ لے کر جاتے ہندوستان آئے تو یہ سرمایہ ان کے ساتھ تھا۔ اس لیے کہنا چاہیے کہ برصغیر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ صحابہ کے دور ہی میں آگئی تھیں اور خود آپ کے صحابہ اس عظیم الشان ذخیرے کو ساتھ لے کر آئے۔ یہاں ان کی باقاعدہ آمد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد سے شروع ہوئی اور بزرگ کے دورِ حکومت تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ اس اثنا میں جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا پچیس صحابہ کرام آئے جس کی تفصیل اس طرح ہے۔

خطہ ہند پر عرب مسلمانوں کی فوج کشی کا آغاز ۵۱ھ سے ہوا، جب کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان بن ابوالعاص ثقفی رضی اللہ عنہ کو بحرین اور عمان کا والی مقرر کر کے بھیجا۔ عثمان بن ابوالعاص نے اپنے بھائی حکم بن ابوالعاص ثقفی کو ایک لشکر دے کر ہندوستان کی اس وقت کی بندرگاہ تھانہ پر حملہ کرنے کے لیے روانہ کیا۔ یہ بندرگاہ موجودہ جغرافیائی لحاظ سے بمبئی کے قریب واقع تھی۔ لشکر واپس آیا تو عثمان نے اس حملے کی اطلاع دربارِ خلافت میں حضرت عمر کو دی۔ حملہ چوں کہ حضرت عمرؓ سے اجازت لیے بغیر کیا گیا تھا، اس لیے حضرت عمرؓ نے ان کو لکھا:

یا خاتئیف احملت دودا علی عود، وافی
احلف بالله ان لوا صیبرا، لاخذت من
قومك مثلهم۔
یعنی اے ثقفی! تو نے چوٹی کو کٹ کر پرچہ ڈال دیا۔ میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں، اگر یہ فوجی مارے جاتے تو تجھ سے تیری قوم میں اتنے ہی آدمیوں کو پکڑ لیتا۔

ایک روایت کے مطابق عثمان بن ابوالعاص نے اپنے بھائی حکم بن ابوالعاص کو تھانہ اور بھڑاچ کی طرف بھیجا اور دوسرے بھائی مغیرہ بن ابوالعاص کو فوج دے کر دیبل پر حملہ کرنے کے لیے روانہ کیا۔ عثمان، حکم اور مغیرہ تینوں

بھائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی تھے اور ابن حزم نے جہزۃ النسب العرب میں عثمان کے بارے میں لکھا ہے۔
کان عثمان من خيار الصحابة عثمان خیار صحابہ میں سے تھے۔

یہ وہی عثمان بن ابوالعاص ہیں جن کو آنحضرتؐ نے طائف کا والی مقرر کیا تھا۔ فارس میں بھی انہوں نے جہاد کیا۔
علاوہ ازیں ان کی کوشش سے عساکر اسلامی تے ہندوستان کی طرف بھی رخ کیا اور تھانہ، بھڑاچ اور دیبل پر حملے
کئے، جو اس زمانے میں بعض حیثیتوں سے بلاد ہند کے تین اہم مقام تھے۔

حج نامہ کی روایت کے مطابق اس زمانے میں ہند کے ان علاقوں کا بادشاہ ہج بن سیدائچ تھا، جو پینیس سال
سے حکومت کر رہا تھا اور اس کی طرف سے دیبل کا حکمران سامہ بن دیوایچ تھا۔ دیبل ایک تجارتی شہر تھا جو سندھ کے
موجودہ شہر ٹھٹھہ کے مقام پر واقع تھا۔ جب مسلمان اور غیر مسلم فوجیں ایک دوسرے کے مقابلے پر میدان جنگ میں آئیں
تو مغیرہ بن ابوالعاص نے تلوار میان سے نکالی اور بسم اللہ فی سبیل اللہ کا نعرہ بلند کر کے دشمن پر ٹوٹ پڑے۔
ربیع بن زیاد حارثی مذہبی رضی اللہ عنہ بھی صحابی تھے۔ انہوں نے عہدِ فاروقی میں کرمان اور مکران کے علاقوں
میں جہاد کیا۔ یہ علاقے اس زمانے میں حدودِ سندھ میں شامل تھے۔

عاصم بن عمرو تمیمی رضی اللہ عنہ کو بھی شرفِ صحابیت حاصل تھا۔ انہوں نے نواحِ سندھ اور سجستان کے گرد و نواح
کے علاقے فتح کیے۔

عبد اللہ بن عمر اشجی صحابی نے علاقہ سندھ کے بعض شہر زیر نگین کیے اور شہادت پائی۔

سہل بن عدی بن مالک خزرجی انصاری نے جو آنحضرتؐ کے صحابی تھے، جنگِ مکران میں شرکت کی اور بلوچستان پہنچے
جہاں پرچمِ اسلام لہرایا۔

نسر بن وسم بن ثور عجمی نے جو مخضرم تھے، بلوچستان کا کچھ حصہ فتح کیا۔

شہاب بن محارق بن شہاب، یہ بنو تمیم یا بنو مازن قبیلے سے تعلق رکھتے تھے اور مدبرک تھے۔ انہوں نے فتحِ مکران
میں شرکت کی۔

صہار بن عباس عبدی، صحابی تھے، جنگِ مکران میں شریک ہوئے۔

علم بن عمرو بن مجدع ثعلبی غفاری، ان کا اسم گرامی فاتحین مکران کی رفیع القدر جماعت صحابہ میں شامل ہے۔

عبد اللہ بن عبد اللہ بن عتبان انصاری بھی وہ جلیل المرتبت صحابی ہیں جو دارِ ہند ہوئے اور فتحِ مکران میں
شرکت کی۔

عہدِ فاروقی کے یہ بارہ صحابہ کرام ہیں جو ہندوستان آئے اور مختلف علاقوں کی جنگوں میں شامل ہوئے۔ صحابی
رسول کا لفظ خود اس حقیقت کا عکاس ہے کہ جہاں جہاں ان کو جانے کا موقع ملا وہاں آنحضرتؐ کی حدیثِ پاک کی

تبلیغ فرمائی اور مسائل دینی سے لوگوں کو آگاہ کیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد محرم ۲۲ھ میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو امیر المومنین منتخب کیا گیا۔ حضرت عثمان ذی الحجہ ۳۵ھ تک بارہ دن کم بارہ سال منصبِ خلافت پر متمکن رہے۔ ان کا دورِ خلافت فتوحات کے اعتبار سے خاص اہمیت کا حامل ہے۔ فارس، حواصلِ سجستان، افریقہ، سواحلِ شام اور بحرِ روم پر اسلامی جھنڈا لہرایا اور علاقہ ہند میں مکران اور بلوچستان فتح ہوئے۔ حضرت عثمان نے زمامِ خلافت ہاتھ میں لینے کے بعد احوالِ ہند سے متعلق واقفیت حاصل کی اور پھر سندھ، مکران اور بلوچستان کی طرف عساکرِ اسلامی روانہ کیے۔

اس سلسلے میں بلذری نے فتوح البلدان میں یہ دلچسپ واقعہ بیان کیا ہے کہ حضرت عثمان منصبِ خلافت پر فائز ہوئے تو عبداللہ بن عامر بن کمرہ کو عراق کا والی مقرر کیا اور ان کو ایک مکتوب کے ذریعے حکم دیا کہ کسی واقعہ حال شخص کو ہندوستان بھیجا جائے، اور وہ جو معلومات وہاں سے لے کر آئے، ان سے دربارِ خلافت کو مطلع کیا جائے۔ چنانچہ عبداللہ بن عامر نے حکیم بن جبہ عبیدی کو جو مدد رکھتے، ہندوستان بھیجا۔ وہ واپس آئے تو حضرت عثمان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت عثمان نے پوچھا، کچھ معلومات لائے ہو عرض کیا، امیر المومنین ہیں دربارِ ہند میں گھوم پھر کر مکمل معلومات لایا ہوں۔ فرمایا کچھ بیان کرو۔ کہا۔

ماء ہاوشل، وثمر ہاوقل، ولصھا بطل، ان
قل الجیش فیہا ضاعوا، وان کثروا
یے باک، لشکر ٹھوڑا ہو تو ضائع ہو جائے گا اندیشہ، زیادہ
ہو تو بھوک سے مر جانے کا خطرہ۔
جاءوا۔

فرمایا واقعہ بیان کر رہے ہو یا شاعری فرما رہے ہو؛ عرض کیا واقعہ بیان کر رہا ہوں۔
بہر حال یہ تاریخی حقیقت ہے کہ سندھ کا کچھ علاقہ حضرت عثمان کے عہد میں مسلمانوں کے ہاتھوں فتح ہوا۔ امام ابو یوسف امام نہ ہری کے حوالے سے کتاب الخراج میں لکھتے ہیں،

ان افریقۃ وخراسان وبعض السند افتحت
فی زمن عثمان رضی اللہ عنہ۔
یعنی افریقہ، خراسان اور سندھ کے بعض حصے حضرت عثمان کے زمانے میں فتح ہوئے۔

حضرت مجاشع بن مسعود بن ثعلبہ سلمی رضی اللہ عنہ، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی تھے، اور یعنی حضرت عثمان کے عہدِ خلافت میں خراسان اور سجستان کی مہم میں مصروف تھے، لیکن اسی دوران میں انہوں نے بلوچستان کے علاقوں پر حملہ کیا۔ پھر مکران گئے اور دشمن کی بہت بڑی فوج سے معرکہ آرا ہوئے۔ اس اثنا میں اسلامی فوجیں خاصی مدت تک بلوچستان کے علاقے میں مقیم رہیں، اسے اس فوج کے غیر مسلم اور اہلِ عجم کو بہت سی مشکلات سے دوچار ہونا پڑا۔ کہتے ہیں، یہ پہلا موقع تھا کہ عرب فوجیں طویل مدت تک دیارِ ہند کے کسی علاقے میں قیام پذیر رہیں۔

۳۳ھ میں ایک اور صحابی حضرت عبدالرحمن بن سمرہ قرشی عثمی رضی اللہ عنہ نے ہند کے نواحی علاقوں پر حملے کیے اور کچھ کا علاقہ فتح کیا، اسی اثنا میں وہ زرنج پہنچے اور زرنج اور کچھ کے نواح پر بڑے شمشیر قبضہ کیا۔ انہوں نے سبستان، کابل اور ہند کے بعض علاقوں پر فتح حاصل کی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد میں پانچ صحابی وارد ہند ہوئے، جن کے نام یہ ہیں۔

حکیم بن جبیلہ عبدی: یہ مدینہ میں اور بلاد ہند کے پہلے مسلم سیاح اور یہاں کے حالات سے آگاہ۔
عبد اللہ بن معمر بن عثمان قرشی تمیمی: یہ فاتح مکران تھے اور اس کے امیر بھی رہے۔
عمیر بن عثمان بن سعد: یہ مکران کے منصب امارت پر فائز رہے
مباضع بن مسعود بن ثعلبہ: یہ بلوچستان کے فاتح ہیں۔

عبدالرحمن بن سمرہ قرشی عثمی: انہوں نے سبستان اور کابل فتح کیے اور سرحدات ہند کے کچھ علاقوں پر قبضہ کیا۔
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ذی الحجہ ۳۵ھ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مسند خلافت کو زینت بخشی اور ۱۰ رمضان ۴۰ھ کو شہید ہوئے۔ ان کی مدت خلافت چار سال نو مہینے بنتی ہے۔ ان کے زمانے میں جویش اسلامی بالائے مکران سے ہوتے ہوئے سندھ میں داخل ہوئے اور قیقان اور اس کے گرد و نواح کا علاقہ فتح کیا۔ قیقان وہی علاقہ ہے جسے اب قلات کہا جاتا ہے اور پاکستان کا حصہ ہے۔ قلات سے لشکر اسلامی نے ہند کی طرف حرکت کی اور فتوحات حاصل کیں۔ یہ ۳۸ھ کے آخر اور ۳۹ھ کے ابتدا کا واقعہ ہے۔

اس علاقے میں یہ جنگیں حارث بن مرہ عبدی کی کمان میں لڑی گئی تھیں۔ اہل قلات نے بیس ہزار فوج کے ساتھ مسلمانوں کا مقابلہ کیا، لیکن ناکام رہے اور مسلمانوں کے زبردست حملے کی تاب نہ لا کر پہاڑوں کی گھاٹیوں اور غاروں میں جا چھپے۔ بعد ازاں قلات کی منتشر فوج پھر جمع ہوئی اور مسلمانوں پر آمدورفت کے رستے بند کر کے ان کو چاروں طرف سے پہاڑی علاقے میں محصور کرنے کی کوشش کی۔ لیکن حبیب اسلامی فوج کو ان کے اس ارادے کا علم ہوا تو انہوں نے اللہ اکبر کا نعرہ بلند کر کے اس زور سے حملہ کیا کہ اہل قلات خوف زدہ ہو کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ ان میں سے بعض مسلمان بھی ہو گئے تھے۔ العقد الثمین میں اس کا ذکر ان الفاظ میں کیا گیا ہے۔

یعنی حبیب مسلمانوں نے دیکھا کہ قلات کی فوجیں ان کے راستے تنگ کر رہی ہیں تو انہوں نے اس زور سے اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا کہ ان کی آواز جنوب اور شمال میں گونج اٹھی، جس سے خوف زدہ ہو کر اہل قلات بھاگ کھڑے ہوئے اور کچھ لوگوں نے اسلام قبول کر لیا۔

وَقَطَعُوا الطَّرِيقَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ فَلَمَّا رَأَوْهُمْ الْمُسْلِمُونَ كَبَرُوا لِلَّهِ حَتَّى سَمِعَ صَوْتَهُمْ جَنُوبًا وَشِمَالًا وَخَافَ عَنْهُمْ أَهْلَ الْقَيْقَانِ وَهَرَبُوا وَاسْلَمَ بَعْضُهُمْ

یہ پہلا نعرہ تکبیر تھا جو اس نواح میں بلند ہوا اور جس سے دشمن کے دل دہل گئے اور وادی قلات کی پہاڑیاں گونج اٹھیں۔ ان ہی ایام میں مسلمانوں کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کی اطلاع ملی اور وہ واپس کران چلے گئے۔ عہد علی میں تین صحابی داخل ہند ہوئے، جن کے نام یہ ہیں:

خریت بن راشد ناجی سامی: یہ مکران گئے۔

عبداللہ بن سوید تمیمی شقری: یہ مخفرم تھے، غزوہ سندھ میں شریک ہوئے۔

کلب بن وائل: بعض حضرات نے انہیں صحابی اور بعض نے تابعی قرار دیا ہے۔ یہ ہندوستان آئے کچھ ہیں کہ انہوں نے ایک درخت دیکھا جس کے سرخ رنگ کے ایک پھول پر سفید حروف میں محمد رسول اللہ کے الفاظ مرقوم تھے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد میں بھی عرب مسلمانوں نے ہند کے کئی علاقوں پر حملے کیے اور ان کو زیر نگین کیا۔ مثلاً عمر بن عبید اللہ بن تیمی نے سندھ کے ایک شہر آرمیل ریا ارمین بیلہ پر فتح حاصل کی۔ یہ اس زمانے میں خاما بڑا شہر تھا اور سرزمین سندھ میں مکران اور دیبل کے درمیان واقع تھا۔ آج کل یہ شہر علاقہ قلات میں ہے اور بس پہلا کے قریب ہے۔ منقول ہے کہ عمر بن عبید اللہ نے وہاں ایک مسجد بھی تعمیر کرائی تھی۔ اس زمانے میں قلات کے ایک علاقے میں بھی جہاد کیا گیا اور اس طرف سے ہند کی سرحدوں پر بھی جھڑپیں ہوئیں۔

حضرت معاویہؓ کے زمانے (۴۰ھ) میں مہلب بن ابو صفہ نے ارض ہند میں بہت دور تک آگے بڑھ کر جنگ کی اور وہ لاہور، بنوں اور کوہاٹ تک جا پہنچے۔ انہوں نے سندھ کے ایک شہر قنداہیل میں بھی دشمن کو ہزیمت دی۔

مہلب بن ابو صفہ کی تلک و تازہ مجاہدانہ کا یہ عالم تھا کہ انہوں نے کابل سے لے کر ملتان تک کا تمام دریائی علاقہ روند ڈالا۔ یہ مدرک تھے۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ صحابی جنہوں نے حضور کا زمانہ تو پایا مگر آپ سے تھا یا آپ کی رویت کا شرف حاصل نہ کر سکے۔

۵۳ھ میں عباد بن زیاد بن ابوسفیان سجستان کے والی تھے۔ انہوں نے اپنے زناٹہ ولایت میں قندھار اور کچھ کے علاقوں میں دور تک اندر گھس کر دشمن کو شکست دی۔

عہد معاویہ میں سرزمین ہند کو چار صحابہ رسول کی قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

مہلب بن ابو صفہ از دی عتکی: یہ مدرک تھے، انہوں نے بنوں، لاہور اور سندھ کے ایک شہر بدھ تک تلک و تازگی۔

عبداللہ بن سوار بن ہمام عہدی: یہ بھی مدرک تھے، بعض غزوات ہند میں شرکت کی اور مرتبہ شہادت سے سرفراز ہوئے۔

یاسر بن سوار عبدی: ان کا شمار مددگارین میں ہوتا ہے، یہاں کے ایک پہاڑی مقام قلات کی جنگ میں شامل ہوئے۔
 سنن میں سلمہ بن مجتبیٰ بذلی صحابی تھے۔ ایک مرتبہ ہند کے مفتوحہ علاقوں کے والی مقرر ہوئے۔
 حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد ان کے بیٹے یزید نے حکومت کی باگ ڈور سنبھالی۔ ان کا عہد اقتدار
 ۶۰ھ سے ۶۴ھ تک یعنی تین سال کچھ ہینے ہے۔ اس زمانے میں بھی سرحدات سندھ و ہند پر مسلمانوں کی مساعی
 جہاد بہ دستور جاری رہیں۔ عہد یزید میں ایک صحابی ہندوستان آئے، جن کا نام منذر بن جبار و عبدی ہے۔ یہ صحابی بوقان
 اور قلات وغیرہ علاقوں کی جنگوں میں شریک ہوئے اور وہیں وفات پائی۔

کتابیات :-

- ۱۔ تاریخ طبری۔ جلد ۲، ۳، ابن جریر طبری
- ۲۔ تاریخ الکامل۔ جلد ۳، ابن اثیر
- ۳۔ فتوح البلدان۔ بلاذری
- ۴۔ کتاب الخراج۔ ابو یوسف
- ۵۔ جہرۃ النساب العرب۔ ابن حزم
- ۶۔ المعارف۔ ابن قتیبہ
- ۷۔ میزان الاعتدال فی نقد الرجال۔ حافظ ذہبی
- ۸۔ الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب۔ ابن عبد البر
- ۹۔ الاصابہ فی تمییز الصحابہ۔ ابن حجر عسقلانی
- ۱۰۔ عجائب الهند۔ بزرگ بن شہریار
- ۱۱۔ سبحة المرجان فی آثار ہندوستان۔ غلام علی آزاد بلگرامی
- ۱۲۔ رجال الهند والسند۔ قاضی اطہر مبارک پوری
- ۱۳۔ العقد الثمین فی فتوح الهند ومن درو فیہا من الصحابة واتباعہم۔ قاضی اطہر مبارک پوری
- ۱۴۔ حج نامہ۔ محمد بن علی